بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال وجواب

ایران اور کردستان میں ہونے والی سیاسی پیش رفت

سوال: 6 جنوری 2018 کو ایران نے کردستان پر الزام لگایا کہ ایران میں جاری مظاہروں کو کروانے میں اس کا ہاتھ ہے اور 7 جنوری 2018 کو کردستانی خطہ نے اس الزام کو مسترد کیا۔ کردستان خطہ میں ہونے والے زبردست مظاہروں کے دوران بالخصوص جو 19 دسمبر 2017 کو سلیمانیہ میں ہوا تھا، کے متعلق ایسی خبریں موصول ہوئی تھیں کہ ان کے پیچھے ایران کا ہاتھ ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے جواب میں 28 دسمبر 2017 کو ایران میں ہونے والے مظاہروں کی پشت پر کردستانی خطہ کا ہاتھ ہے؟ بالالفاظ دیگر:

1- کیا ایران اور کرد خطہ میں جو کچھ ہوا وہ کسی قسم کا جوابی ردعمل ہے؟ 2- کیا یہ واقعات بے ساختہ اتفاقاً واقع ہوئے یا کسی بیرونی طاقت نے پشت پناہی کی تھی؟ 3- اگر ہاں تو یہ کون سی طاقت ہے؟ اور کیا ان مظاہروں کا مقصد ایران یا خطہ میں حکومت کو تبدیلی کروانا ہے؟ اللہ آپ کو بہترین جزاء دے۔

جواب: یہ دونوں واقعات کسی قسم کا ردعمل نہیں ہیں اور ایران کا اربل یعنی کرد خطہ کے اوپر الزام دھرنا داخلی واقعات کی وجہ سے پیدا ہونے والی سیاسی الجھن ہے اور اس وقت اربل خود اپنے بحران سے گزر رہا ہے جو اس کو کمزور کر رہا ہے اور موجودہ حالات میں اس کے اندر صلاحیت نہیں کہ وہ ایران کی سڑکوں کو مظاہرین سے بھر دے! ایران کی سیاسی الجھن اس وقت کھل کر سامنے آگئی جب اس نے مختلف فریقوں پر مظاہرین کو اکسانے کا الزام لگایا، ایرانی افسران نے غیر ملکی طاقتوں پر الزام دھرا ہے۔ اقوام متحدہ میں ایرانی سفیر غلام علی خسرو نے جمعہ کے روز کہا کہ "ایران کے پاس پختہ ثبوت ہیں کہ مظاہرین کو غیر ملکی طاقتوں سے ہدایات موصول ہوئی ہیں (BBC Arabic 07/01/2018)۔ چنانچہ ایران کا اربل پر الزام اسی سیاسی الجھن کے تحت ہے۔ ایرانی ایکسپڈینسی کونسل کے سیکریٹری محسن رضائی نے 6 جنوری 2018 کو کہا کہ ایران میں ہونے والے ان واقعات کی تفصیلی منصوبہ بندی اربل میں کی گئی تھی (Russia today 07/01/01 2018)۔ کردستان خطہ نے اپنے ترجمان سوین دزئی (Sven Dzii) کے ذریعہ اس الزام کی تردید کی (Russia today 07/01/01 2018)۔ چنانچہ یہ معاملہ عمل کے ردعمل کا نہیں ہے بلکہ ہر ایک کا اپنا الگ مقصد اور اس کے اپنے حالات ہیں، یہ دونوں واقعات بیرونی پشت پناہی کے بغیر بے ساختہ واقع ہوئے ہیں اور اس کے بعد بیرونی قوتوں کے مقاصد جڑ گئے تا کہ کردستان خطہ اور ایران کے تعلق سے ان مقاصد کو حاصل کیا جائے۔ چنانچہ گزرے واقعات کی روشنی میں ان کی توجیح مندرجہ ذیل ہے:

اولاً: کُرد خطہ کے واقعات

1۔ مختلف نیوز ایجنسیوں نے 19 دسمبر 2017 کو رپورٹ کیا تھا کہ سلیمانیہ میں اساتذہ اور سرکاری ملازموں نے مظاہرے کیے ہیں جنہیں گذشتہ کئی مہینوں سے ان کی تنخواہیں اداء نہیں کی گئیں تھیں اور اس کے بعد ان مظاہروں میں بڑی تعداد میں عوام نے شرکت کی اور یہ مظاہرے دیگر علاقوں مثلاً اربل تک پھیل گئے۔ اتنی تیزی سے لوگوں کے سڑکوں پر آنے کی وجہ خطہ کی معاشی بدنظمی کی وجہ سے لوگوں میں پھیلی ہوئی بے اطمینانی تھی جو بالخصوص بغداد کی جانب سے کرکک علاقہ کے تیل کے وسائل کو اپنے کنٹرول میں لینے کے بعد بڑھتی ہوئی معاشی تنگی اور بغداد کی مرکزی حکومت کا کرد خطہ پر دیگر مختلف ذرائع سے دباؤ ڈالنے سے پیدا ہوئی خصوصاً اربل اور سلیمانیہ علاقہ کے ہوائی اڈوں سے بیرونی ممالک کی پروازوں پر پابندی عائد کیا جانا جس کی وجہ سے بیرونی ممالک کے سفر میں ہونے والی تکلیف کا سامنا اور ہوائی سفر کرنے والوں کو بغداد کے بین الاقوامی ایئر پورٹ کے ذریعہ سفر کرنا پڑ رہا ہے۔ اس پر مزید دھچکا تب لگا جب مقامی اور بااثر سرکاری افسران پر معاشی بدعنوانی اور خطہ میں دولت بٹورنے کا الزام لگایا گیا۔ یہ مظاہرے

آگ کی طرح پھیل گئے بالخصوص ایسے کرد علاقوں میں جہاں مسعود برزانی کی کردستان ڈیموکریٹک پارٹی کے بر خلاف دیگر کردستانی پارٹیوں کا اثرورسوخ زیادہ پایا جاتا ہے۔ کرکک اور دیگر علاقوں سے کرد خاندانوں کی کرد خطہ میں منتقلی مقامی حالات زندگی کے بگڑنے کی وجہ سے مزید بدتر ہو گئے جو داخلی مقامی تحریکات کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تحریک نے بے ساختہ طور پر وجود میں آکر زور پکڑا تھا۔

2۔ مظاہرے اربل کی حکومت کے خلاف کیے گئے تھے جو کردستان ڈیموکریٹک پارٹی کے کنٹرول میں ہے، یہ برزانی کی پارٹی ہے اور مسعود برزانی خطہ کی صدارت سے استعفی دینے کے بعد اپنے بھتیجے نوشیروان برزانی کی پشت پر بیٹھا حکومت کو کنٹرول کر رہا ہے اور اس بات کو کئی باتوں کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے جیسے:

الف- مظاہرے سلیمانیہ کے علاقہ میں شروع ہوئے جو کہ برطانوی ایجنٹ مسعود برزانی کی مخالف پارٹیوں کے زیر اثر علاقہ ہے چنانچہ تبدیلی کی تحریکات کا گڑھ سلیمانیہ ہے جس میں طالبانی کی پیٹریوٹک یونین پارٹی(Patriotic Union Party) کی مضبوط شاخ واقع ہے اور یہ پارٹیاں اس قسم کے واقعات کو بڑھاوا دینے اور اس کا انتظام کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں البتہ ان کو مکمل طور پر اپنے قابو میں رکھنے کی طاقت ان میں موجود نہیں ہے۔

ب-نوشیروان کے بیان سے واضح طور پر سمجھ آتا ہے کہ مظاہرے اس کی حکومت کے خلاف کیے گئے ہیں: "کردستان خطہ کی حکومت کے صدر نوشیروان برزانی نے خطہ کے خلاف ایک سازش کے متعلق متنبہ کیا کہ ایک بہت بڑی سازش تیار کی گئی ہے جو کسی کے وہم و گمان سے بھی بڑی ہے اور ایسی پارٹیوں کے موجود ہونے کی طرف اشارہ دیا جو کہ خطہ میں عدم استحکام لانا چاہتی ہے اور مظاہروں کو قابو میں کر کے پر تشدد بنانا چاہتی ہیں"۔ اس نے مزید کہا کہ "ایسے پراسرار ہاتھ موجود ہیں جو خطہ میں بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں اور ہم ان کو روکیں گے"۔مزید ان پارٹیوں کا نام لیے بغیر اس نے کہا کہ "جو بدامنی کی کوششوں کی حمایت کرتے ہیں تو خطہ کی سیکوریٹی فورس ایسے معاملات سے سختی سے پیش آئے گی"۔ اس نے بیان کیا کہ "ہم ایک ایسے خطرے اور سازش کا سامنا کر رہے ہیں جو تصور سے بھی زیادہ بڑا ہے اور سلیمانیہ میں جو کچھ ہوا وہ خطہ کی حفاظت اور استحکام کو سبوتاژ کرنے کی کوشش تھی"،اور اس نے اتحاد پر زور دیا اور ساتھ مل کر کام کرنے کی دعوت دی تا کہ سازش پر غالب آیا جا سکے (Kurdish Basnews website, 21/12/2017)۔

اس طرح نوشیروان نے اُن کردستانی پارٹیوں کی طرف اشارہ کیا جنھوں نے سلیمانیہ میں ریفرنڈم کی زبردست مخالفت کی تھی اور جو امریکہ اور اس کے ایجنٹوں یعنی بغداد کی مرکزی حکومت اور ایرانی حکومت سے جڑے ہوئے ہیں۔ جن پارٹیوں نے برزانی کی حکومت کے خلاف مظاہروں اور احتجاج کو بڑھاوا دیا تھا ان میں سے دی موومنٹ فار چینج پارٹی جو نیشنل یونین پارٹی سے علیحدہ ہونے کے بعد 2009 کے الیکشن میں خطہ کی دوسری بڑی طاقتور پارٹی تھی،نے مظاہروں کے بعد اربل کی حکومت سے اپنا تعاون ہٹا لیا تھا اور اس کے سربراہ یاسین حسن نے الجزیرہ کو دیئے ایک انٹرویو میں کہا کہ "مظاہرین پر گولی چلائے جانے کے بعد دی موومنٹ فار چینج اور دی اسلامک گروپ نے فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ حکومت سے مکمل طور علیحدہ ہو جائے اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت فوری طور پر برخاست کی جائے اور قومی نجات کی حکومت قائم کی جائے" (Al Jazeera Net 21/12/2017)۔

بی بی سی نے 26 دسمبر 2017 کو دی موومنٹ فار چینج کے ایک لیڈر یوسف محمد جو عراق کے کردستان خطہ کی پارلیمنٹ کا صدر بھی تھا اس کے موقف کو رپورٹ کیا تھا،اس نے استعفی دیا تھا تا کہ مظاہرین کے سامنے اربل کی حکومت کمزور پڑ جائے: "عراقی کردستان خطہ کی پارلیمنٹ کے صدر نے اپنے استعفی کا اعلان بطور احتجاج کیا کہ قانونی حکومت پر چند افراد کے گروہ اور چند پارٹیوں کا قبضہ ہے،یوسف محمد نے سیاست، معاشیات، زمین، مال، زندگی کے تمام پہلوؤں کے اوپر گروہوں کے قبضہ اور خطہ کی غیر منصفانہ تقسیم کی سخت مذمت کی"۔اس نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے ریفرنڈم کو مسترد کرنا جو

امریکی سیکریٹری ریکس ٹلرسن کی طرف سے خط کی شکل میں ظاہر ہوا تھا، ایک سنہری موقعہ تھا جس کو خطہ کی حکومت نے گنوا دیا" (BBC 26/12/2017)،اس طرح اس شخص کا یہ بیان یہ واضح کرتا ہے کہ یہ شخص اوراس کی موومنٹ کس طاقت کے ماتحت کام کر رہی ہے۔

3-اس طرح سلیمانیہ میں ان مظاہروں کی شروعات اوران کو کنٹرول کرنے کے پیچھے برزانی کی کردش ڈیموکریٹک پارٹی کی مخالف جماعتوں کا ہاتھ تھا،ان جماعتوں کے سربراہوں کا مظاہروں میں شامل ہونا،ان میں سے چند کو سیکوریٹی فورس کی جانب سے حراست میں لیا جانااوران جماعتوں کا اربل حکومت کو کمزور کرنے کی خاطر حکومت سے علیحدہ ہونااوراس کو تحلیل کرنے کی بات کرنااور غیر تصدیق شدہ الیکشن کی تاریخ سے چند مہینہ قبل کردستان خطہ کی پارلیمنٹ کے صدر کا استعفی دینااور بغداد کی الاعبادی کی حکومت کا مداخلت کرنے کی وارننگ دینا، یہ سب بتلاتا ہے کہ اگرچہ ان مظاہروں کی ابتداء بے ساختہ طور پر ہوئی تھی البتہ دوسرا پہلو جو فطری طور پر اٹھنے والی اس تحریک کے اطراف اکٹھا ہو گیا تھااور یہ خطہ میں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے غیر ملکی محرکات کا پہلو تھا۔

اور یہ دوسرا پہلواس پیدا ہوئے دباؤ کے نتیجہ میں تھا جو برزانی کے اثرورسوخ کے مخالف کرد اپوزیشن گروہوں کی جانب سے پیدا کردہ دباؤ،اس کے علاوہ بغداد کی حکومت کی جانب سے اربل میں برزانی حکومت کو برطرف کرنے کے لئے پیدا کردہ دباؤاور مزید جو کچھ ترکی،ایران و بغداد میں کردستان خطہ کی علیحدگی کے ریفرنڈم کے تعلق سے جو یہ کہا سنا گیا تھا کہ اس ریفرنڈم کے کروانے کا کھیل کھیلنے والوں کو سزاء دینا ضروری ہےاور یہ تمام جماعتیں اور اقتدار امریکہ کے وفادار ہیں اوراس بات کے ساتھ مزید ٹرمپ کی خطہ کے لئے پالیسی "America First" کے ساتھ جوڑ کر دیکھیں کہ جن علاقوں میں برطانوی ایجنٹ موجود ہیں تو امریکہ خطہ میں اپنی پالیسی کے نافذ ہونے کی شکل میں مطمئن ہوتا ہے البتہ اگر دیگر علاقوں میں اس کے مفاد کے لئے ضرورت ہو تو وہ ان ایجنٹوں کو سزاء دیتا ہے یا ختم کروا دیتا ہے جیسا کہ سعودی عرب میں بدعنوانی مخالف مہم کے تحت ایسا کیا گیااور جیسا کہ یمن کے صنعاء میں علی عبداللہ صالح کے قتل کے بعد پیپلز کانگریس کے رہنماوں کے ساتھ کیا جارہا ہے۔یوں امریکہ اپنے مقامی اور علاقائی ایجنٹوں کو متحرک کر رہا ہے تاکہ برزانی کی حکومت پر دباؤ بنا کر اس کو اقتدار سے بے دخل کر دےاوراس طرح اربل کے اقتدار پر سے برطانوی اثرونفوذ کو ختم کر دےاور اگر وہ ابھی یہ نہیں کر سکتا تو اس کے لئے سلسلہ وار دباؤ بنا کر ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے۔اور غالباً یہی کچھ کردستان میں واقع ہوااوراس وقت واقع ہو رہا ہے۔

دوم:ایران کے واقعات

28 دسمبر 2017 کو ایران میں جو مظاہرے شروع ہوئے وہ معاشی طور پر خراب صورت حال اور خراب حالات زندگی مثلاً بڑھتی ہوئی بے روزگاری، غربت اور بلندیوں کو چھونے والی قیمتوں کے خلاف لوگوں کا احتجاج تھا۔ایسی رپورٹیں ہیں کہ بے روزگاری انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے۔ایرانی وزیر داخلہ عبدالرضاء رحمانی فاضلی نے یکم اکتوبر 2017 کو ایک پریس کانفرنس میں بتایا تھا کہ بے روزگاری کی موجودہ شرح 12 فیصد سے زیادہ ہے جو چند ایرانی شہروں جیسے احواز (عرب)، کرمان شاہ (کرد)اور بلوچستان میں 60 فیصد تک پہنچ چکی ہےاور یہ کہ سائنسی مضامین سند یافتہ اور یونیورسٹی کے فارغ التحصیل گریجویٹس میں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے(2/10/2017)۔رپورٹ بتاتی ہیں کہ 21 فیصد کالج گریجویٹس بے روزگار ہیں اور 15 ملین (ڈیڑھ کروڑ)ایرانی خط غربت سے نچلی سطح پر زندگی گزار رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ ایران میں بھی سرمایہ دارانہ معاشی نظام کے نفاذ سے ملک کی آبادی پر منفی اثرات پڑے ہیں جیسا کہ دیگر ممالک میں بھی اس مغربی نظام کے نفاذ کے منفی اثرات سامنے آئے ہیں۔ایران میں جب سے یہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام نافذ ہوا ہے تو دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہو گئی ہےاور مالداروں کے ہاتھوں میں دولت اکٹھی ہو گئی ہے اور اکثر لوگ مال سے محروم ہو گئے ہیں۔اس پر مزید یہ کہ غربت کے مسئلہ کو حل کرنے میں ناکامی ہےاور رباء (سودکاری) پر بینک چل رہے ہیں،اور آئی ایم ایف کی سفارشات اور پالیسیوں کی بنیاد پر مال پر بے جا ٹیکس کا نظام عائد ہے۔

اوران واقعات سے قبل آئی ایم ایف کا ایک وفد 18 دسمبر 2017 کو ایران کے دورے پر آیا تھااور وہ ہمیشہ سے ایرانی حکومت کے ساتھ سالانہ مشاورت کرتا ہوا آیا ہے۔اس وفد کی سربراہ کٹرینا پر فیلڈ نے ایرانی افسران سے خطاب کیا: "ایرانی مالیاتی نظام کو جن اندیشوں اور بڑھتے ہوئے خطروں کا سامنا ہے،

اس صورت حال میں حکومت کو چاہیے کہ بینک اور کریڈٹ اداروں کی تشکیل نو اور کیپٹلائزیشن کے عمل کو تیز تر کرے"۔ مزید اس نے کہا کہ: "اثاثوں کی درجہ بندی فوراً شروع ہونی چاہیئے اور متعلقہ فریقوں کے قرضوں کا تخمینہ لگایا جائے اور متعین وقت کے تحت منصوبہ بند عملی خاکے کے ذریعہ دوبارہ بینک میں پیسے کو واپس لایا جائے (Recapitalize the banks) اور ڈوبے ہوئے قرضوں کی وصولی کی جائے۔۔اور بینک میں مال واپس لانے کے لئے طویل مدتی حکومتی بانڈز استعمال کیے جاسکتے ہیں" (Iran's Al Alam Official Page 19/12/2017)۔ ان مطالبات کو پورا کرنے کی خاطر حکومت کی جانب سے لئے جانے والے اقدامات کی وجہ سے قیمتوں اور بے روزگاری وغربت میں اضافہ ہوا جن کی وجہ سے لوگوں کے حالات زندگی بد سے بدتر ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں حکومت کے خلاف مظاہرے ہوئے اور لوگ اپنی بدحالی کا اظہار کرنے پر مجبور ہوئے۔

2- مظاہروں کی شروعات مشرقی ایرانی شہر مشہد سے ہوئی اور "مہنگے دام نہیں چلیں گے" جیسے نعرہ دیئے گئے جو جلد ہی تقریباً 80 دیگر شہروں اور قصبوں میں پھیل گئے اور ہزاروں کی تعداد میں نوجوانوں اور کام گار طبقے نے اس میں شرکت اختیار کی اور وہ افسران کی بدعنوانی، بے روزگاری اور غریبوں ومالداروں کے درمیان مزید بڑھتے دولت کے فاصلے وفرق کو لے کر غصہ وناراض تھے۔ "یہ مظاہرے تین عوامل کا نتیجہ تھے: آئی ایم ایف کی معاشی سدھار کی سخت پالیسی، معاشی مسائل کے حل کی خاطر حکومت اور افسران کی کمزوری ونااہلی اور آخری یہ کہ حکومت کے فیصلوں میں شفافیت نہ ہونا اور احتساب کو روکا جانا"۔ یہ بات ایران کی شفافیت اور انصاف کے ادارے کے چیرمین احمد توکلی نے فارس نیوز ایجنسی کو 30 دسمبر 2017 کو ایک انٹرویو میں کہی۔ یہ سب کچھ ایران کے بیرونی خرچوں کی وجہ سے ہوا ہے جو وہ جنگجوؤں اور ان کے حمایتیوں پر لبنان، ملک شام، یمن وغیرہ میں خرچ کر رہا ہے۔ اور یہ عوامل مل کر معاشی مسئلے کو ایرانیوں کے لئے سب سے بڑا مسئلہ بنا دیتا ہے جس نے ان کو مجبور کر دیا کہ وہ مظاہرے اور دیگر ذرائع سے اپنے غصے و بے بسی کا اظہار کریں اور حکومت پر الزام لگائیں کہ اس نے لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ دھوکہ دہی کی ہے۔ "ایرانیوں کی اکثریت کا ماننا ہے کہ حکومت کو غزہ میں حماس، لبنان میں حزب اللہ، ملک شام میں بشار الاسد کی حکومت، یمن میں حوثیوں کی مدد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ دغابازی ہے" (Arabic 21: 01/01/2018)۔ اور یہ سب بتاتا ہے کہ مظاہروں کی شروعات معاشی عوامل کی بناء پر اور بے ساختہ تھی لیکن حکومت نے اس کو تشدد سے دبایا جس کی وجہ سے لوگ زخمی ہوئے اور اموات واقع ہوئیں۔ چند رپورٹوں کے مطابق 28 دسمبر 2017 کو مظاہروں کی شروعات سے لے کر اب تک زیر حراست لئے گئے افراد کی تعداد 1700 سے زائد ہو چکی ہے (BBC Arabic 07/01/2018)۔

3- یہ سب جانتے ہیں کہ معاشی مظاہروں کا علاج کرنے میں اگر تاخیر کی جائے گی جو اس کا صحیح حل مہیا کرے بالخصوص اگر اس کے خلاف تشدد کا استعمال کیا جائے تو معاشی مظاہروں کو سیاسی مظاہروں میں تبدیل ہوتے ہوئے زیادہ دیر نہیں لگتی ہے اور یہی ہوا۔ حکومت اور اس کی حمایت وطاقت فراہم کرنے والوں کے خلاف دیئے گئے معاشی نعروں کے ساتھ سیاسی نعروں کو بھی ملا دیا گیا اور ایرانی حکومت کا خطے کی جنگوں میں مداخلت کرنے کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا جن کے لئے اب تک کئی ارب ڈالر خرچ کیے جاچکے ہیں اور ان مظاہروں میں جب حکومت مخالف سیاسی رجحان بڑھنے لگا اور حکومت کی علامات اور اس کے سربراہوں پر جملے کسے جانے لگے تو یورپ اور امریکہ نے ان سیاسی رجحانات کا فائدہ اٹھانا شروع کیا اور یورپی میڈیا بالخصوص BBC برطانوی اور اس کے ٹیلویژن نے ان کی ہمت افزائی کی۔ چنانچہ الحیات نیوز پیپر کو ایران کے واقعات کے متعلق دیئے گئے انٹرویو میں جو 4 جنوری 2018 کو شائع ہوا، اس میں فرانس کے صدر ماکرون نے کہا تھا: "مظاہرے ایرانی سول سوسائٹی کا کھلا پن بتاتی ہے اور اسی وجہ سے میں نے صدر روحانی کو تشدد سے باز رہنے اور شہریوں کو آزادی اظہار رائے دینے کی یاد دہانی کرائی۔ ہم انتظار کریں گے اور دیکھیں گے کہ ایران مظاہرین کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے تاکہ ہم فرانسیسی وزیر خارجہ "لے درایان" کے طے شدہ ایران کے دورہ کی تیاری کے لئے ان باتوں پر نظر رکھیں اور پھر اس ملک میں دورہ کر سکوں"۔ اس نے ایرانی حکومت کے ساتھ پائیدار گفتگو جاری رکھنے کی دعوت دی البتہ یوروپ کی مداخلت آج وہ وزن نہیں رکھتی جس پر توجہ دی جائے کیونکہ آج یورپ بمشکل موثر ہے۔

4۔ آج جس پر توجہ دینا ضروری ہے وہ امریکہ کی مداخلت ہے۔ امریکی صدر نے یکم جنوری 2018 کو اپنے ٹویٹر صفحہ پر ٹویٹ کیا کہ "ایران کی عوام بالآخر ظالمانہ حکومت کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور جو سارا مال اوباما نے انہیں بے وقوفانہ طور پر دیا تھا، وہ دہشت گردی اور ان کی جیب میں چلا گیا، لوگوں

کے پاس کھانے کو نہیں ہے، مہنگائی بہت ہے اور کوئی انسانی حقوق نہیں ہیں، امریکہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہے"۔ وائٹ ہاؤس کی پریس سیکریٹری نے بیان دیا کہ "ٹرمپ انتظامیہ کو اس بات پر شدید تشویش ہے کہ حکومت کی جانب سے ہزاروں مظاہرین کو حراست میں لیا گیا ہے"۔ مزید کہا کہ "ہم خاموش نہیں رہیں گے جس طرح ایرانی ڈکٹیٹر شپ اپنے شہریوں کے بنیادی حقوق کو دبا کر رکھتی ہے اور اس کی کسی بھی خلاف ورزی کے لئے ایرانی سربراہوں کا حساب لیا جائے گا" (Iraq electronic newspaper 10/1/20180))۔ کئی امریکی حکام نے، جن کی سربراہی ٹرمپ کر رہا ہے، پہلے دن سے حکومت کے خلاف مظاہرین کی حمایت کی ہے۔ اقوام متحدہ میں امریکہ کی نمائندہ نکی ہیلی(Nicky Haley) نے جمعہ کے روز سیکیورٹی کونسل کو بتایا کہ امریکہ ایرانی مظاہرین کی حمایت کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ "ایران کی عوام اپنی آزادی، اپنے خاندان کی خوشحالی اور اپنے ملک کی عزت کی خاطر چیخ رہے ہیں"۔ واشنگٹن کی جانب سے سیکیوریٹی کونسل کا اجلاس بلانے کی دعوت نے کونسل کے دیگر اراکین کو ناراض کیا ہے جن میں روس بھی شامل ہے جن کے نمائندوں نے ایرانی مظاہروں کو ملک کا اندرونی معاملہ قرار دیا ہے(BBC Arabic 7/1/2018)۔ واشنگٹن کی جانب سے سیکیوریٹی کونسل کا اجلاس بلانا اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکہ ایرانی مظاہروں کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اتنی جلد اس اجلاس کو بلانے کی دعوت نے سیکیوریٹی کونسل کے اراکین کو تعجب میں ڈال دیا۔ "ہیلی کی جانب سے ہنگامی اجلاس بلایا جانا تاکہ ایران کے مظاہروں پر بات چیت کی جائے اور اس نے اجلاس کے خلاف روسی مخالفت پر دباؤ ڈالا، ان باتوں پر سیکیوریٹی کونسل کے اراکین حیران تھے"، BBC کی صحافی باربرا پلیٹ۔ سیکیوریٹی کونسل میں امریکی سفیر نے کہا کہ واشنگٹن "بغیر کسی توقف کے ایران کے ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے جو اپنے لیے آزادی اور اپنے خاندانوں کے لیے خوشحالی، اور اپنی قوم کی عزت کا خاطر مطالبہ کر رہے ہیں"(BBC Arabic 06/01/2018))۔

5۔ اس بات سے سوال پیدا ہوتا ہے: کیا امریکہ کی جانب سے مظاہرین کی حمایت یہ بتاتی ہے کہ وہ ایران میں اقتدار کی تبدیلی کی کوشش کر رہا ہے؟ یا پھر مظاہروں کا فائدہ اٹھا کر وہ کچھ دیگر مقاصد حاصل کرنا چاہ رہا ہے؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں:

جہاں تک یہ بات ہے کہ امریکہ کے اقدام ایران میں قیادت کی تبدیلی کی خاطر ہیں، تو یہ بات غلط ہے کیونکہ یہ بات خود اس نے کہی ہے؛ عراق اور ایران کے لیے امریکی نائب سیکریٹری خارجہ انڈریو بیک(Andrew Beck) نے الحیات نیوز پیپر کو بتایا ہے جو 4 جنوری 2018 کو شائع کیا گیا کہ "ہم صرف مظاہرین کی سلامتی کے متعلق بات کر رہے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت مختلف چیزوں پر اپنا رویہ تبدیل کرے بالخصوص مظاہرین کے ساتھ" اور اس بات پر زور دیا کہ "ٹرمپ انتظامیہ ایرانی حکومت کے رویہ میں تبدیلی چاہتی ہے نہ کہ ایرانی حکومت میں۔۔۔" (عربی سے ترجمہ)۔

امریکہ اور ایران کے اقتدار میں اس کا کردار ہم پہلے سے جانتے ہیں جو ہم نے اس سے پہلے بھی 21 آگست 2013 کو ایک سوال کے جواب میں بیان کیا تھا: (امریکہ کا ہاتھ ایران کے انقلاب میں شروع سے ظاہر تھا۔۔ اور خطے میں ایران کی جانب سے لئے گئے سیاسی اقدامات امریکی منصوبے کے موافق و مطابق رہے ہیں) اور اسی طرح ہم نے 23 فروری کو 2017 ایک سوال کے جواب میں کہا تھا: (اس طرح خطے میں ایرانی کردار دراصل اچھی طرح پرکھی ہوئی امریکی پالیسی ہی ہے اور اس کا کردار امریکی پالیسی اور حالات کے مطابق بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے)، چنانچہ امریکہ کی جانب سے مظاہروں کی حمایت کا اعلان موجودہ ایرانی حکومت کی تبدیلی کے لئے نہیں ہے۔

6۔ تو پھر امریکہ کیوں ان مظاہروں کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس کو کس خاطر استعمال کر رہا ہے؟ تو یہ دو مقاصد کے لئے اہم ہے:

پہلا مقصد تو فلسطین اور القدس (یروشلم) کے متعلق ٹرمپ کے دیئے گئے بیانات سے دھیان ہٹانے کی خاطر اور خطے کو ایران سے متعلق مصروف و بے چین رکھنا ہے تاکہ ایران ہی خطے کے دیگر ممالک کو اپنا سب سے بڑا دشمن نظر آئے اور اس طرح خطے میں سب کی توجہ ایران پر لگی رہے اور یہودی ریاست سے اگر پوری طرح نہ ہٹے تو کم از کم اس پر کم توجہ جائے جو کہ فلسطین کا غاصب ہے۔

دوسرا مقصد یہ کہ خطے میں امریکہ کے ایجنٹوں کو اس دھوکے کے ذریعے بچانا ہے کہ وہ خطے میں ایران کے خطرے کے خلاف کھڑے ہیں اور امریکہ کو ایران کے خطرات سے بچا رہے ہیں۔ ٹرمپ کی جانب سے القدس کے متعلق آئے بیانات اور یہ کہ وہ یہودی ریاست کا دارالحکومت ہے جیسا کہ ہم نے 7 دسمبر 2017 کو اپنے لیفلٹ میں بیان کیا تھا کہ امریکی ایجنٹوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر امریکہ کی جانب سے ایک زوردار تمانچہ تھا "القدس (یروشلم) مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں میں بسا ہوا ہے اور ٹرمپ کے بیانات پر ان امریکی ایجنٹوں کی خاموشی اور امریکہ کے لئے اطمینان بخش ایجنٹ بنے رہنے کی

خاطر ان کا اصرار مسلمانوں کے لئے ایک بڑا اسکینڈل بنا ہوا ہے۔۔۔ ایران کے خلاف ٹرمپ کا بیان ان کے کردار کو سہارا عطاء کرتا ہے جس کو پکڑ کر وہ ٹرمپ کے القدس کے متعلق بیانات آنے کے باوجود اپنے امریکی ایجنٹ بنے رہنے کی خاطر اسے عذر کے طور پر پیش کریں۔۔اور یہ کہنا کہ ٹرمپ ایران کے خلاف کھڑا ہے جو کہ سخت کٹر دشمن ہے اور اس کو عذر بنانا جرم کرنے سے زیادہ خطرناک ہے

(قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ)

اللہ انہیں غارت کرے، یہ کس دھوکہ میں مبتلاء ہیں (المنافقون: 4)"۔

7۔ یہ سب سے زیادہ ممکنہ صورتحال کو بیان کرتا ہے جو ایران میں ہونے والی صورت حال یعنی داخلی صورتحال اور غیر ملکی بیانات بالخصوص امریکیوں کے حوالے سے ہے۔

خلاصہ یہ ہے، کافر استعماری ممالک کا مسلمان ملکوں کے مستقبل کے ساتھ کھلواڑ کرنا صرف اس لئے ممکن ہے کیونکہ ان پر آج "رویبضہ" حکمران حکومت کرتے ہیں جو مسلمانوں اور اسلام کے دشمنوں سے وفادار ہیں اور ان کی اطاعت وتابعداری کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنے کے متعلق متنبہ کیا تھا جیسا کہ ابو ہریرہ سے مسند احمد میں روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

«إِنَّهَا سَتَأْتِي عَلَى النَّاسِ سِنُونَ خَدَّاعَةٌ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ السَّفِيهُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ»

"لوگوں پر ضرور بے وفائی کے سال گزریں گے جس میں جھوٹوں کو صادق سمجھا جائے گا اور صادق کو جھوٹا سمجھا جائے گا، خائنوں کو امانت دار سمجھا جائے گا اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور رویبضہ معاملات کو طے کریں گے۔ کہا گیا، رویبضہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، گھٹیا اور نقلی لوگ جو عوام کے معاملات طے کرتے ہیں۔" الحاکم نے المستدرک میں صحیح کے درجہ پر روایت کیا ہے۔

اس امت کی برائی اس کے حکمرانوں میں ہے لیکن یہ بہترین امت ہے جو تمام انسانوں کی طرف بھیجی گئی ہے اور یہ ان رویبضہ حکمرانوں کی ظالمانہ حکومت کی خاطر زیادہ مدت تک خاموش نہیں رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خلافت راشدہ کی واپسی کی خوشخبری و بشارت سنائی ہے جیسا کہ مسند امام احمد اور الطیالیسی میں حظیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ،

«... ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ»،

"اور پھر ظالمانہ بادشاہت ہو گی جب تک اللہ چاہے گا باقی رکھے اور پھر اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوت کے منہج پر خلافت راشدہ قائم ہو گی اور پھر آپ ﷺ خاموش رہے"۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا

"اور وہ پوچھتے ہیں ایسا کب ہو گا؟ کہو شاید عنقریب ہے" (الاسریٰ: 51)

24 ربیع الآخر 1439 ہجری

11 جنوری 2018